آپ کامیاب استاذ کیسے بنیں؟

مکاتبِ قرآنیہ کے مدرسین کے لیے نہایت اہم ضروری رہنما ضوابط

از

خادم المکاتب حضرت مفتی محمود حافظی بارڈولی حفظہ اللہ تعالیٰ

استاذِ تفسیر والحدیث: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل-سملک گجرات

عرضِ محرک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کرونا کی بیماری کے چلتے اچانک سے ملک بھر میں ۲۴/مارچ کولاک ڈاؤن کا اعلان کردیا گیااورلوگ اپنے اپنے مقامات میں محبوس ہوگئےتواس وقت ایک عزیز نے یہ مشورہ دیا کہ اس موقع کوغنیمت جان کرآن لائن بیانات شروع کیے جائیں تو ان شاء اللہ! بڑافائدہ ہوگا،اپنے بڑوں سے مشورہ کرکے یہ سلسلہ شروع کیا گیاجوبحمد اللہ! بڑاکامیاب رہا،اسی درمیان اچانک یہ خیال آیاکہ اگرمؤمن کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پرسلسلہ وار بیانات ہوجائیں تو ان شاء اللہ! بڑاہی فائدہ ہوگا؛چنانچہ ''کامیاب مؤمن'' کے نام سے یہ سلسلۂ بیانات شروع ہوا،مختلف موضوعات پراس کےمتعلق شخصیت کودعوتِ سخن دینے کی حتی الوسع کوشش کی گئی۔

اسی سلسلے میں ایک بڑااہم موضوع تھا''کامیاب استاذِ مکتب کیسے بنے؟'' چنانچہ فوراًذہن حضرت اقدس مفتی محمود صاحب بارڈولی مدظلہ کی جانب گیا؛کیوں کہ حضرت مفتی صاحب ایک لمبے عرصے سے''**نورانی مکاتب**'' کے نام سےسینکڑوں مکاتب بحسن وخوبی چلارہے ہیں؛چنانچہ حضرت والاسے جب اس کی درخواست کی گئی توہماری حقیر درخواست کوہمیشہ کی طرح شرفِ قبولیت سےنوازکراحسان کامعاملہ فرمایا؛ بالآخر ۱۱/اپریل ۲۰۲۰ء کو یہ بیان لائیونشرکیا گیااور بعد میں شوشل میڈیاکےمختلف پلیٹ فارمزپرپیش کیاگیا،بلامبالغہ سینکڑوں احباب نے اس سے استفادہ کیااورای میل،

واٹس ایپ وغیرہ سے اس کی افادیت کا اظہار بھی کیا، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

اسی وقت یہ داعیہ پیدا ہوا تھا کہ اس سلسلۂ بیانات کو ''کامیاب مؤمن'' ہی کے نام سے جمع کر کے اگر کتابی شکل بھی دے دی جائے تو بہتر ہوگا اور اس کا فائدہ دیر پا بھی رہے گا اور عام بھی ہو جائے گا؛ چنانچہ اس پر کام شروع ہو چکا ہے، اللہ کرے یہ کام جلد مکمل ہو تو امت کو بڑا فائدہ ہو۔

اچانک حضرت مفتی محمود زید مجدہ کا فون آیا کہ کسی عزیز نے اسے قلمبند بھی کر لیا ہے اور حضرت نے اس پر نظرِ ثانی بھی کر لی ہے تو بندہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اب الحمد للہ! یہ مطبوع ہو کر منظرِ عام پر آ رہا ہے، امید ہے کہ اس کو عوام وخواص میں مقبولیت حاصل ہوگی اور اس کا فائدہ عام اور تام ہوگا۔

قصہ مختصر! اس کارِ خیر میں جن جن بندگانِ خدا نے جس طرح بھی حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کریں اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو بہترین بدلہ دیں اور امت کو حضرت مفتی صاحب اور دیگر اکابر سے مزید استفادہ کی توفیق دیں، آمین۔

طالبِ دعا

محمد جنید بن جعفر پٹیل کٹھوروی

خادم: www.attablig.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین الصطفی ، أما بعد !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾

ترجمہ: تم جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پڑھتے ہو اس کی برکت سے تم اللہ والے بن جاؤ﴿۷۹﴾

مسلمانوں کے لیے تین ضروری چیزیں

ایک مسلمان جہاں کہیں بھی رہے اور جہاں کہیں بھی رہنے جائے تو اس کو اپنا مکان بنانے سے پہلے تین چیزوں کی فکر کرنی چاہیے:

(۱) نماز پڑھنے کے لیے مسجد یا عبادت خانہ۔ (۲) اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے چھوٹا مدرسہ یا مکتب۔ (۳) مرحومین کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کا انتظام۔

مکتب کس کو کہتے ہیں؟

ہمارے یہاں محلوں اور گاؤں میں جو چھوٹے چھوٹے مدرسے ہوتے ہیں جس میں مقامی بچے گھر سے پڑھنے آتے ہیں اور پڑھ کر گھر واپس چلے جاتے ہیں، ایسے چھوٹے چھوٹے مقامی بستی اور گاؤں کے مدرسوں کو ''مکتب'' کہا جاتا ہے اور اسی کی جمع ''مکاتب'' ہے۔

جہاں بھی مسلمان رہتے ہوں وہاں مسجد، عبادت خانہ، مکتب، قبرستان یہ سب

چیزیں ہونا بہت ضروری ہے، یہ سب بنیادی دینی ضروریات میں سے ہیں۔

مکتب کی برکت سے ہماری اولاد کا ایمان محفوظ ہوجائے گا

یہ جو ہمارے محلے اور گاؤں میں چھوٹے چھوٹے مدرسے ہوتے ہیں جس میں بچے آنے جانے کے ساتھ (اَپ ڈاؤن کر کے) پڑھتے ہیں، یہ بہت اہم، قیمتی اور ضروری ہے، اگر یہ بچے مکتب یا مدرسے میں جا کر دین کی تعلیم حاصل کرلیں گے، اپنے عقیدے ٹھیک کرلیں گے، اسلامی عقیدے سیکھ لیں گے، اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوجائے گی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت ہوجائے گی، قرآنِ پاک کی تعلیم ہوجائے گی، دین کی پرائمری، بنیادی اور ضروری تعلیم ان کو مل جائے گی تو ان شاء اللہ! ان بچوں کا ایمان محفوظ ہوجائے گا اور ان شاء اللہ! یہ کبھی بھی مرتد نہیں بنیں گے۔

مکتب کی اہمیت کی مثال سے وضاحت

ایمانی زندگی ایک عمارت ہے اور یہ مکتب اس کا پایہ (فاؤنڈیشن) ہے، اگر یہ پایہ؛ یعنی مکتب ٹھیک ہوگا تو ان شاء اللہ! پوری زندگی ان کی ٹھیک ہوجائے گی۔

اس کو یوں سمجھو کہ یہ ایک ریڑھ کی ہڈی ہے، اگر آدمی کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک ہوتی ہے تو آدمی ٹھیک ٹھیک چلتا پھرتا ہے اور اگر ریڑھ کی ہڈی میں ذرہ بھی اِدھر اُدھر ہوجائے تو پھر انسان کا چلنا پھرنا اور بیٹھنا سب مشکل ہوجاتا ہے۔

اسی طرح یہ مکتب اور مدرسے ہماری ایمانی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی ہے؛ لہٰذا اس کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہیے، اپنے بچوں کو پابندی کے ساتھ مکتب میں بھیجنے کی کوشش کریں، اس سے ان کی زندگی ان شاء اللہ! بن جائے گی۔

بچوں کی فکر کرنا اساتذہ کی ذمّے داری ہے

اساتذہ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ جس بستی اور محلے میں پڑھاتے ہیں وہاں کا سروے رپورٹ آپ کے پاس ہونا چاہیے، جتنے بھی ایمان والوں کے گھر ہیں، ہر گھر میں سے بچہ، بچی مدرسہ میں پڑھنے کے لیے آوے، اگر کسی گھر سے بچے نہیں آتے ہیں تو آپ خود جا کر ملاقات کیجیے اور ان سے پوچھیے کہ آپ کے گھر سے بچے کیوں نہیں آتے ہیں؟ کیا تکلیف اور رکاوٹ ہے؟ پھر جو رکاوٹ اور تکلیف ہو اس کو دور کرنا یہ بھی استاذ کی ذمّے داری ہے، وہی استاذ کامیاب ہوگا جو پڑھنے آنے والے بچوں کی خود فکر رکھے۔

اللہ جل جلالہ اس اہم کام کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکتب کے اساتذہ اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھیں

مدرسین حضرات سے میں کہوں گا کہ: اپنے آپ کو کبھی حقیر اور معمولی مت سمجھو، آپ جو کام کر رہے ہیں وہ بہت اونچا کام ہے، قرآنِ مجید کی جو آیت میں نے پڑھی، اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝٧٩

ترجمہ: تم جو (اللہ تعالیٰ کی) کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم خود بھی (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پڑھتے ہو اس کی برکت سے تم اللہ والے بن جاؤ۔

قرآنِ مجید پڑھنا پڑھانا، قرآن مجید سیکھنا سکھانا، یہ اللہ والا بننے کا بہترین طریقہ ہے؛ اس لیے آپ اپنا کام بہت اونچا سمجھو تو ان شاء اللہ! آپ کامیاب استاذ بنو گے۔

مکتب کی تعلیم بنیادی ہے

دیکھو! ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ: دارالعلوم میں بڑی بڑی کتابیں پڑھانے والوں کو بڑے اونچے مقام والا سمجھتے ہیں، خیر! سمجھنا چاہیے اور اکرام کرنا چاہیے؛ لیکن یہ بچے جو دارالعلوم میں آتے ہیں وہ پہلے مکتب کی تعلیم پوری کر کے آتے ہیں، جب استاذ ان کو مکتب میں تیار کرتے ہیں تب جا کر وہ دارالعلوم میں پڑھنے کے قابل اور لائق ہوتے ہیں؛ اس لیے مکتب کے استاذ کی تعلیم تو بنیادی اور اصل تعلیم ہوئی۔

دارالعلوم کے استاذ اور مکتب کے استاذ کی محنت میں زیادہ فائدہ کس میں؟

جب بھی ہمارے نورانی مکاتب کے مدرسین سے ملاقات ہوتی ہے تو میں ایک بات کہا کرتا ہوں کہ: دیکھیے! حدیث پڑھانے والے اساتذہ، تفسیر پڑھانے والے اساتذہ، اور فقہ کی کتاب پڑھانے والے اساتذہ بے چارے رات میں کتنی محنت اور مطالعہ کرتے ہیں؟ کتنی شروحات دیکھتے ہیں؟ پھر صبح سبق پڑھاتے ہیں۔

آپ سب نے کسی نہ کسی دارالعلوم سے دورۂ حدیث شریف تک پڑھا ہے، یا یہ کہ بہت سوں نے افتاء بھی کیا ہوگا، میں آپ سے ایک سوال کروں کہ: جو اساتذۂ

کرام نے دیر دیر تک محنت کر کے بڑی بڑی علمی بحثیں آپ کے سامنے پیش کیں اس میں سے کتنی باتیں آپ کو اس وقت یاد ہیں؟

دورۂ حدیث شریف ہو گیا، بھولنا بھی شروع ہو گیا؛ بلکہ دورہ پڑھتے وقت بھی یاد نہیں رہتا، سالانہ امتحان کے لیے محنت سے ساری بحثوں کو یاد رکھنا پڑتا ہے اور پھر دورہ کے بعد درسیات کا سلسلہ نہیں رہا، پھر تو یہ علمی بحثیں سب اِدھر اُدھر کے کاموں کی وجہ سے ذہن سے نکل جاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں آپ کے مکتب کے استاذ نے ناظرہ پڑھاتے وقت آپ کو جو قرآنِ کریم پڑھایا تھا، آپ کو جو سورتیں یاد کرائی تھیں، نماز سکھائی تھی، مسنون دعائیں یاد کرائی تھیں، وہ سب کی سب آپ کو یاد ہے اور آپ زندگی بھر ان کو پڑھتے ہیں اور ان باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ اب تقابل (compare) کرو کہ: ثواب اور ثمرات کے اعتبار سے کون زیادہ کامیاب ہے؟

یہ بے چارے شیخ الحدیث، تفسیر اور فقہ کے اساتذہ اتنی محنت کرتے ہیں، اتنی جدوجہد کرتے ہیں اور مکتب کے اساتذہ کو ماشاء اللہ! اس میں سے دسواں حصہ بھی محنت نہیں کرنی پڑتی؛ لیکن ان کا ثواب اور ان کا صدقہ جاریہ دیکھو! کتنا لمبا چوڑا!!

آپ ان بچوں کو پڑھا رہے ہیں اس کا فائدہ پوری زندگی ہے، پوری زندگی کے لیے وہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہونے والا ہے۔

اسی طرح بچے مدرسوں میں جا کر تجوید و قرأت پڑھیں گے، سبعہ وعشرہ پڑھیں گے، تو سوال یہ ہے کہ انھوں نے جو تجوید پڑھی، سبعہ وعشرہ پڑھا یہ کب پڑھا؟ مکتب میں ناظرہ پڑھنے کے بعد پڑھا، اصل تو محنت ناظرہ پڑھانے والوں کی ہے۔

اس لیے آپ لوگ کبھی اپنے پڑھنے پڑھانے کو معمولی اور حقیر مت سمجھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت کے مقاصد میں سے اہم مقصد

دیکھو! حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن اہم مقاصد اور کام کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ان کو قرآن میں مختلف آیات میں اللہ جل جلالہ نے بیان فرمایا ہے، اس میں ایک طرح کی آیت چند جگہوں پر ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

ترجمہ: پکی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک ایسے رسول بھیجے جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کو (ظاہری و باطنی گندگی سے) پاک صاف کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں سکھاتے ہیں۔ (آلِ عمران: ۱۶۴)

اس طرح کی آیتیں قرآنِ پاک میں جہاں جہاں بھی ہے وہاں "يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ" پہلے ہے، پھر بعد والی چیزیں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن اہم کاموں کے لیے دنیا میں بھیجا گیا تھا اس میں بہت بڑا اہم کام قرآنِ کریم کے الفاظ کو پڑھانا اور سنانا ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کے اولین مقاصد میں سے ہے؛ اس لیے آپ اپنے کام کو بالکل معمولی نہ سمجھو، بہت بڑا کام سمجھو تو ان شاء اللہ! آپ اچھے اور کامیاب مدرس بنو گے۔

دنیا کا بہترین انسان

ہمارے بعض اساتذہ کو یہ کہنے میں شرم آتی ہے کہ ''میں مکتب پڑھاتا ہوں یا ناظرہ پڑھاتا ہوں''، ان کو کبھی کوئی پوچھتا ہے کہ: آپ کیا پڑھاتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ: جلالین شریف کا متن پڑھاتا ہوں، بیضاوی شریف کا متن پڑھاتا ہوں۔

ارے بھائیو! ہمت سے اور اللہ کا شکر ادا کر کے یہ کہو کہ: الحمدللہ! میں ناظرہ پڑھاتا ہوں، الحمدللہ! میں قرآن پڑھاتا ہوں، الحمدللہ! میں حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے اس دنیا میں سب سے اچھا انسان ہوں۔

حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

خيركم من تعلّم القرآن و علّمه. (البخاري)

ترجمہ: تمھارے اندر سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآنِ مجید سیکھتا ہے اور دوسرے کو سکھلاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید کو سیکھنے والا اور سکھانے والا اس دنیا کا سب سے اچھا انسان ہوا؛ اس لیے آپ اپنے آپ کو دنیا کے سب سے اچھے انسان سمجھو، جب آپ اپنا مقام، مرتبہ اور کام سوچیں گے اور سمجھیں گے تب جا کر آپ کامیاب استاذ بن سکو گے۔

مکتب میں بنیادی طور پر چھ چیزوں کی تعلیم

اب میں چند بنیادی باتوں کی طرف آپ کی رہنمائی کرتا ہوں، ہمارے مکاتب میں بنیادی طور پر چھ چیزوں کی تعلیم بہت ضروری ہے:

① عقائد ② بچوں کو صحیح قرآن پڑھانا ③ ضروری دینی مسائل سکھانا۔

④ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک سیرت سکھانا ⑤ اخلاق سکھانا ⑥ محفوظات۔

عقائد

یعنی ایک ایمان والے اور آپ کے پاس پڑھنے آنے والے بچوں کے عقیدے کیسے ہونے چاہیے؟ عقیدے صحیح ہوں گے تو ایمان صحیح ہوگا، ایمان اور صحیح عقیدہ ہمارے پورے دین کی بنیاد ہے۔ یہ سب سے پہلی بنیادی اور اہم ترین فکر ہے۔

عقیدہ کا مطلب ہوتا ہے ''جو چیز دل سے ماننے کی ہوتی ہے'' جس کا تعلق ایمان سے ہے۔ آپ پہلے ہی دن سے بچوں کا ایمان مضبوط کیجیے اور اس کا بہترین طریقہ زبانی سوال وجواب ہے، جیسے:

سوال: بیٹا! تم کو کس نے پیدا کیا؟ جواب: اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

سوال: یہ زمین کس نے بنائی؟ سوال: آسمان کس نے بنایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے۔

سوال: بارش کون برساتے ہیں؟ اور روزی کون عطا فرماتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ۔

سوال: ہمارے نبی کون ہیں؟ جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

سوال: ہم کون؟ جواب: ہم مسلمان ہیں، ایمان والے ہیں۔

اس طرح سے سوال و جواب کے ذریعے آپ بچوں کے ذہن میں ایمان، توحید، رسول، کتاب، تقدیر وغیرہ بالکل فٹ کر دیجیے۔

یاد رکھو! بچپن میں بچوں کو جو بات ذہن میں رہ جاتی ہے وہ پتھر میں کھود کر لکیر

بنائی جائے ایسی ہو جاتی ہے؛اس لیے ان کے ذہنوں میں بچپن ہی میں یہ باتیں اچھی طرح بٹھا دیں گے تو اس صورت میں پوری زندگی ان کے دماغ میں محفوظ رہیں گی۔

عقیدے میں ایک بات کا خاص دھیان رکھنا ہے کہ زمانے کے حالات کے اعتبار سے عقیدے کو بگاڑنے والی جو بھی باتیں چل رہی ہوں ان باتوں پر بھی بچوں کا خاص دھیان دلواؤ، جیسے ابھی تھوڑے دن پہلے سورج گرہن گیا تو آپ سورج گرہن کے متعلق بچوں کو کہو کہ: بیٹا! یہ سورج جو چمکتا ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی مرضی سے چمکتا ہے اور اللہ جب چاہتے ہیں تو اس سورج کو کالا بنا دیتے ہیں۔

اس طرح جو بھی موقع آئے آپ ان کو سمجھائیں، آج شرک وکفر نئی نئی شکلوں میں آ رہا ہے اس کو سامنے رکھ کر بچوں کے ایمان وتوحید کو ٹھیک رکھنے کی فکر کریں۔

بچوں کو صحیح قرآن پڑھانا

پوری شریعت میں اصل قرآن ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: بہت سارے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت (اور بددعا) کرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی نکل سکتی ہے کہ جو قرآنِ مجید کو صحیح نہیں پڑھتے؛ یعنی جس طرح اس کو صحیح مخرج، وقف کے قاعدے، تجوید کے قوانین کے ساتھ عربی لہجے میں پڑھنا چاہیے اس طرح نہیں پڑھتے، ایسے لوگوں پر قرآنِ مجید لعنت کرتا ہے۔

دیکھو! دنیا کی ہر زبان میں زبر، زیر، پیش اور معروف ومجہول کی رعایت کرنی پڑتی ہے؛ ورنہ ذرا سا بھی اِدھر اُدھر کرو تو معنیٰ (meaning) بدل جاتا ہے۔

معروف ومجہول میں فرق

میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں: انگریزی زبان میں ایک لفظ ہے lift اور left۔ اب اس میں معروف اور مجہول کا فرق ہے، زیر کو دبا کر کے پڑھیں گے تو lift ہو جائے گا اور اس کو مجہول اور ہلکا پڑھیں گے تو left۔ اب دونوں کا مطلب کتنا بدل گیا؟ lift کے معنیٰ: اوپر نیچے لے جانے والی مشین، اور left کے معنیٰ: بائیں جانب۔ انگریزی میں زیر کو معروف یا مجہول پڑھنے پر معنیٰ بدل گیا تو یہ قرآن عربی زبان میں ہے جو تمام زبانوں میں افضل زبان ہے، اس میں زیر، زبر، معروف ومجہول کی رعایت نہیں کریں گے تو معنیٰ کتنا خراب ہو جائے گا۔

مخرج کا بدلنا

عربی زبان میں ایک لفظ ''قلب'' ہے، اس چھوٹے ''ک'' سے پڑھیں گے تو ''کلب''؛ یعنی کتا اور بڑے ''ق'' سے پڑھیں گے تو ''قلب''؛ یعنی دل۔

دیکھیے! ایک لفظ کے مخرج کو آپ نے صحیح نہیں پڑھا تو اس کی وجہ سے معنیٰ کتنا بدل گیا؟

اس لیے میں آپ سب حضرات کو کہتا ہوں کہ: آپ کے پاس آنے والے بچوں کو صحیح قرآن پڑھاؤ، تجوید سے قرآن پڑھاؤ اور اگر استاذ کا ناظرہ کمزور ہے تو وہ پہلے خود کسی سے قرآن صحیح کر لیوے، یہ بہت ضروری ہے۔

بہت سے مدرسوں میں قانون ہے کہ دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو تیسویں پارے کا حفظ مع تجوید کے امتحان دینا ہوتا ہے تب جا کر سند ملتی ہے، یہ بہت ضروری

ہے؛ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ: ہر درجے میں ناظرہ صحیح کرنے کا نظام ہونا چاہیے؛ چونکہ اللہ کی توفیق اور فضل وکرم سے تقریباً 24-25 سالوں سے ترجمۂ قرآن اور جلالین شریف پڑھاتا ہوں تو بچوں کا قرآن میں خود سنتا ہوں تو بہت سے بچوں کو میں قرآن کی تصحیح کراتا ہوں، کہتا ہوں کہ: اس چھٹی میں آپ کو ناظرہ کے لیے وقت فارغ کرنا ہے، یہ جو اداروں میں درجاتِ عربی میں پڑھنے والے طلبہ کا قرآن کمزور ہوتا ہے یہ مکتب کے زمانے کی کمزوری ہے؛ بلکہ تجربہ یہ ہے کہ حافظ طلبہ بھی ناظرہ میں غلطی کرتے ہیں، یہ بھی بچپن کی غلطی کا نتیجہ ہے۔

اس لیے میں آپ سب حضرات کو کہوں گا کہ: اگر اپنا ناظرہ کمزور ہے تو پہلے اس کو صحیح کرلو اور پھر اپنے بچوں کو پڑھاؤ تو پھر ان شاء اللہ! آپ کامیاب استاذ بن جائیں گے۔

ماشاء اللہ! ہمارے پاس بہت سے اساتذہ ہیں جو مکتب میں بچوں کو اتنا اچھا ناظرہ تجوید کے ساتھ پڑھاتے ہیں کہ پھر آپ ان کو ناظرہ کے ساتھ قاری کی سند دینا چاہو تو دے سکتے ہو؛ لہٰذا ہم لوگوں کو اس کی خاص رعایت رکھنی چاہیے۔

بچوں کو ضروری دینی مسائل سکھانا

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزارے، زندگی کے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرے، جو کام کرنے کے ہیں ان کو کرے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے اپنے آپ کو بچائے اور یہ چیز ہم کو ضروری دینی مسائل کے ذریعہ معلوم ہوگی۔

اس لیے کامیاب استاذ وہ ہے جو آنے والے بچوں کو شرعی مسائل سکھائے، وضو کا طریقہ، غسل کا طریقہ، نماز کا طریقہ، روزہ کیا ہے؟ یہ سب چیزیں استاذ کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو سکھلائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی زندگی گزارنے کے لیے جتنی بنیادی دینی چیزیں علم و عمل میں ہونا ضروری ہے وہ استاذ سکھاوے۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سیرت سکھانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سننے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت زندگی میں آئے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہوجائے گا؛ اس لیے بچوں کو سیرت سکھاؤ، سنت سکھاؤ۔

دیکھو! مدرسوں میں آپ اس طرح کا ماحول بناؤ کہ:

آج کس بچے نے مسواک کیا؟ کس بچے نے مسواک کی سنت زندہ کی؟

کس بچے کو حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں، بیٹیوں کے نام یاد ہے؟

کس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان مبارک کے نام یاد ہے؟

کس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمر کی ساری تفصیلات معلوم ہے؟

اس طرح سوالات کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ان کو خوب سکھاؤ، یہ ایک مؤمن کے لیے ایمان کے اعتبار سے بہت ضروری ہے۔

دین کی بڑی باتوں سے جہالت کا عجیب قصہ

ایک مرتبہ ایک بہت بڑی گورنمنٹ سروس کے لیے انٹرویو ہو رہا تھا، انڈین

سیول سروسز، جس سروس کی وجہ سے آدمی کلکٹر اور ایسی اونچی پوسٹ پر ہوتا ہے تو انٹرویو میں ایک مسلمان لڑکی بھی تھی، انٹرویو لینے والے ایک صاحب نے ان کو پوچھ لیا کہ: بہن! تم مسلمان ہو؛ اس لیے تم کو یہ سوال کرتا ہوں کہ: بتاؤ! معراج کیا چیز ہے؟

اس لڑکی نے بے دھڑک جواب دیا کہ: معراج؛ یعنی میرا راج۔

انٹرویو لینے والے نے کہا کہ: جس کو اپنے مذہب کی اور اپنے نبی کی بات معلوم نہیں ہے وہ اتنی بڑی سروس اور خدمت کیسے انجام دے سکتی ہے؟ لہذا اس کو نا کام (Failed) کردو۔

بہر حال! دین کی بنیادی معلومات، سیرت یہ سکھانا بھی ایک کامیاب استاذ کے لیے بہت ضروری ہے۔

بچوں کو اخلاق سکھانا

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دے کر بھیجا اور خود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (القلم)

اے نبی! اللہ جل جلالہ نے آپ کو بڑے اونچے اخلاق دے کر کے بھیجا ہے۔

اس لیے اخلاق سکھانا بہت ضروری ہے، اخلاق کے ذریعے سے دوسروں کا حق ادا کرنا سیکھیں گے، دوسروں کی عزت و ادب کرنا سیکھیں گے، دوسروں کے ساتھ کیسے رہنا ہے وہ آئے گا، ماں، باپ کے ساتھ، بھائی، بہنوں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ رہنا، وہ سب سیکھنے کو ملے گا۔

اخلاق کے متعلق ایک قصہ

میں آپ کو اخلاق کا ایک قصہ سناتا ہوں:

ہمارے یہاں مدرسوں میں ایک عام رواج ہے اور بہت اچھا رواج ہے کہ پڑھنے والے بچے استاذ کی چپل سیدھی کر کے رکھتے ہیں، یہ اخلاق کی بات ہے، ایک بڑے مدرسے کی بات میں کرتا ہوں، اس میں گورنمنٹ کے افسر جیسے سی بی آئی والے افسران ہوتے ہیں ایسے افسر مدرسے میں کچھ رپورٹ لینے کے لیے گئے، انھوں نے مدرسے کی آفس کے باہر جوتے نکالے، اب جب بچوں کا گھنٹہ (پیریڈ) بدلا تو ایک کلاس سے دوسرے کلاس میں بچے جارہے تھے، بچوں نے آفس کے باہر دیکھا کہ کسی کے جوتے الٹے ہیں، ان کو یہ نہیں معلوم کہ آفس میں کون ہیں؟ ان گزرنے والے بچوں نے عادت کے مطابق جوتے ٹھیک کر دیے، تو وہ آئی بی افسر نے فوراً اپنے رپورٹ لکھی کہ: بس! میں پوچھنے آیا تھا کہ مدرسے میں کیا سکھاتے ہیں؛ لیکن مجھے سوال کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے عملی طور پر دیکھ لیا کہ ان بچوں کو کتنے اچھے اخلاق اور کتنا بڑا ادب سکھایا گیا، وہ یہ رپورٹ لکھ کر چلے گئے۔

لہذا آج بچوں کو اچھے اخلاق و آداب سکھانا بہت ضروری ہے، وہی کامیاب استاذ ہوگا جو بچوں کو اچھے اخلاق سکھاوے۔

محفوظات

یعنی دین کی بہت ساری ضروری باتیں بچوں کو زبانی یاد کرائیں، جیسے دعائیں، صبح اٹھنے کی دعا، کھانے کی دعا، پانچوں کلمات اور نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں

وغیرہ، یہ بہت اہم اور ضروری ہے۔اتنی سورتیں یاد کرادو کہ وہ آرام سے نماز پڑھ بھی سکے اور پڑھا سکے۔

بلکہ میں تو یوں کہتا ہوں کہ: ہر استاذ ضروری سورتوں کے ساتھ ساتھ سورۂ یاسین، سورۂ ملک، سورۂ کہف بھی بچوں کو یاد کرادیں؛ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ہر امتی کے دل میں سورۂ یسین اور سورۂ ملک ہو۔

اسی طرح سورۂ کہف کی تلاوت کرتا رہے اور فتنوں سے محفوظ رہے۔

مکتب کے چار ستون

دیکھو! جس طرح عمارت کے چار ستون (pillars) ہوتے ہیں، اسی طرح ہمارے مکتب کے بھی چار ستون ہیں: (۱) استاذ۔ (۲) متولی (کمیٹی)۔ (۳) نصاب (کورس)۔ (۴) بچوں کے والی اور خود بچے۔

اب کامیاب استاذ کون بنے گا؟

اگر استاذ اخلاق کے ساتھ، اللہ کو راضی کرنے کے لیے، صحیح فکر اور صحیح ترتیب سے ہر آنے والے بچے کو اپنی حقیقی اولاد کی طرح تعلیم دے گا تو ان شاء اللہ! وہ استاذ کامیاب بنے گا۔

قرآن پڑھانے والے کو چار فضیلتیں حاصل ہوتی ہے

ایک حدیث جو آپ نے تعلیم میں بھی سنی ہوگی، فضائلِ قرآن میں حضرت شیخ زکریاؒ نے نقل کی ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال : مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرے، اس کا دور کرے، ایک دوسرے کا قرآن سنے اور سنائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (۱) سکینہ نازل ہوتی ہے (۲) اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے (۳) رحمت کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور (۴) حق تعالیٰ شانہ ان کا تذکرہ ملائکہ کی مجلس میں کرتے ہیں۔

یہ بہت اہم حدیث ہے، حضرت شیخ نے اس حدیث کو دو جگہ ذکر کیا ہے: ایک ذکر کے باب میں اور دوسرے فضائلِ قرآن کے باب میں۔ روزانہ صبح جب آپ گھر سے مکتب پڑھانے کے لیے جائیں تو اس حدیث کا استحضار کر کے جائیں کہ آپ جتنی دیر سبق پڑھائیں گے یہ چاروں فضیلتیں آپ کو حاصل ہو رہی ہیں۔

تنخواہ کو پڑھانے کے ساتھ مت جوڑیئے

دیکھو! آپ کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ آپ کی محنت کا بدلہ نہیں ہے؛ اس لیے کہ آپ ''لا الہ الا اللہ'' اور ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' بچوں کو یاد کرا دو تو ساری دنیا کی دولت بھی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتی، یہ تنخواہ تو آپ جو وقت دیتے ہیں اس کا کچھ بدلہ مل رہا ہے۔

جو وقت آپ مدرسہ میں دیتے ہیں وہ اگر دنیا کے کسی کاروبار میں دیتے تو ضرور زیادہ نفع کما لیتے؛ لیکن آپ نے اللہ کی کتاب کے لیے وقت دیا ہے تو ان شاء اللہ!

اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے؛ اس لیے کبھی بھی اپنے پڑھانے کو اپنی تنخواہ کے ساتھ مت جوڑو، اللہ سے اجر لینا ہے۔

لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ وہ وقت کی پابندی کریں، مدرسہ کا جو وقت ہو اس سے پہلے جائیں اور وقت پورا ہونے کے بعد نکلیں، اگر آپ اس کو دین کی خدمت سمجھیں گے، قرآن کی خدمت سمجھیں گے تو آپ وقت زیادہ دیں گے اور نوکری سمجھیں گے تو آپ گھڑی دیکھیں گے۔ اگر آپ وقت سے پہلے مدرسہ پہنچ جائیں گے تو بچے بھی ان شاءاللہ! پابندی سے آئیں گے۔

نیز مدرسہ کے وقت میں موبائل پر بات کرنا، واٹس ایپ پر میسج دیکھنا، چائے، ناشتے کی محفل لگانا، یہ سب چیزیں بالکل غلط اور بالکل برا ہے، مدرسہ کا وقت آپ کے لیے امانت ہے، امانت داری کا آپ کو لحاظ رکھنا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہاں معمول تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو استادوں کے پاس ایک خالی (کورا) کاغذ جاتا تھا اور اس مہینے میں مدرسے کے وقت میں جتنا وقت انھوں نے اپنے ذاتی اور پرسنل کام میں لگایا اتنی منٹ وہ لکھ دیتے تھے اور اتنی تنخواہ وضع (کٹوا) کرا دیتے تھے، کتنی بڑی امانت اور دیانت داری کی بات تھی!

اللہ کا دھیان ہوگا تو پابندی ہوگی

ایک آیت ہمیشہ ذہن میں رکھیے: ﴿اَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝۱۴﴾ (العلق)

ترجمہ: کیا اس شخص کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔

متولی صاحب، ٹرسٹی صاحب، معاون (نگران) صاحب دیکھے یا نہ دیکھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں، متولی اور کمیٹی والے ہر وقت دیکھنے نہیں آتے اور بہت سے ذمّے دار وہ ہوتے ہیں کہ ان کو کیا دیکھنا ہے وہ بھی سمجھ میں نہیں آتا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں رکھو۔

نوٹ: ہمارے نورانی مکاتب میں استاذوں کے نگران علما کو ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے نگران علما کی تربیتی مجلس میں ''معاون'' کا لقب دیا اور یہ اصطلاح بہت اچھی لگی؛ اس لیے کہ نگران علمائے کرام اساتذہ کے لیے تعلیم وتربیت کے کام میں حقیقت میں معاون ہیں، تب سے ہمارے یہاں نگران علما کو ''معاون'' کا لقب دیا جانے لگا، اس سے ان نگران علما کو بھی احساس رہتا ہے کہ ہمیں تعلیم وتربیت کے کام میں اساتذہ کا تعاون کرنے کے لیے رکھا گیا ہے، حکم چلانے والا اور ''جبار'' بنا کر نہیں رکھا گیا ہے۔

قوم نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پیش کر دیے ہیں

استاذ کو چاہیے کہ اپنے پاس پڑھنے آنے والے ہر بچے کو اپنا حقیقی بچہ سمجھیں۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے سنایا کہ:

ایک مرتبہ حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصر کے جامعہ اظہر تشریف لے گئے، شیخ الاظہر نے وہاں کے اساتذہ کو جمع کیا، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے ان کو کچھ نصیحتیں کیں، اس میں ایک نصیحت یہ فرمائی:

قوم نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ اللہ اکبر!

یہ بچے قوم کے جگر کے ٹکڑے ہیں، اگر ہم ان کو اخلاص سے پڑھائیں گے تو ان شاء اللہ! یہ بچے ہمارے لیے دنیا و آخرت میں عزت کا ذریعہ بنیں گے۔
یہ بچے پڑھیں گے، پوری زندگی عمل کریں گے، ہم کو ثواب ملے گا اور استاد کی تعلیم کی برکت سے مسلمانوں کی قیامت تک آنے والی نسلوں کا ایمان بچ جائے گا، ان کی زندگی اور دین داری سلامت رہے گی۔

بچوں کو عملی (Practical) تعلیم دو

بچوں کو عملی تعلیم دو، مثلاً نماز کی مشق کراؤ، اپنے سامنے بٹھا کر وضو کراؤ، میت کا کفن دفن کیسے کرنا ہے اس کی مشق کراؤ، یہ عملی مشق بھی بہت ضروری چیز ہے۔
مؤطا امام مالک میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے زمانے میں پانی منگوایا اور باقاعدہ وضو کر کے سکھایا۔
دیکھو! تقریباً ایک تہائی دنیا کے خلیفہ تھے؛ لیکن لوگوں کو وضو سکھلا رہے ہیں۔

خود شریعت کی پابندی کریں

کامیاب استاذ وہ ہے جو خود شریعت کی پابندی کرے، استاذ صاحب کی ڈاڑھی اور کپڑے سنت کے مطابق ہوں، یہ بہت ضروری اور اہم ہے، استاذ تو بچوں کے لیے آئینہ اور نمونہ ہے، استاذ کی جیسی زندگی ہوگی ایسی زندگی بچوں کی ہوگی۔
ایک استاذ کرکٹ (Cricket) اور کمنٹری (Commentary) کے بہت شوقین تھے، بچوں کے سامنے اس کے تذکرے اور معلومات میں لگے رہتے تھے تو ان کے طلبہ میں بھی اس کا اثر آیا۔

بچے استاذ کی نقّالی کرتے ہیں

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے مجھے ایک قصہ سنایا تھا کہ: اسکول و مدرسہ کی چھٹی کے دن گھر کے چھوٹے چھوٹے پوتے نواسے گھر میں کھیل رہے تھے، اس میں ایک بچہ استاذ بنا اور دوسرے سب اس کے شاگرد بنے، یہ سب نقل اتار رہے تھے تو جو بچہ استاذ بنا وہ دو لکڑی لے کر بیٹھا اور کبھی داہنی طرف لکڑی پچھاڑتا ہے، کبھی بائیں طرف لکڑی زمین پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ: اے ڈوبا! چل پڑھ، اے ڈوبی! چل پڑھ۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ فرمانے لگے کہ: میں یہ سب چیزیں دیکھ رہا تھا، میں سمجھ گیا کہ یہ بچہ جو "ڈوبا، ڈوبی" بول رہا ہے، لکڑی بار بار پچھاڑ رہا ہے تو یہ اس کے استاد کا اثر ہے تو میں نے پھر عصر کی نماز میں پوچھا کہ ان بچوں کے استاد کون ہیں؟ پھر میں نے ان کے استاذ کو تنہائی میں بلا کر پہلے سوال کیا تو انھوں نے اقرار کرلیا کہ وہ کلاس میں بچوں کے سامنے اس طرح کے الفاظ بولتے ہیں، پھر آپ نے ان کو سمجھایا کہ: دیکھو! آپ کے اس طرح بولنے کا اثر بچوں پر کیسا ہوتا ہے۔

نوٹ: "ڈوبا، ڈوبی" ہماری گجراتی زبان میں کمزور طلبہ کے لیے توہین آمیز الفاظ ہیں۔

مجھے ایک استاذ کے بارے میں اچھی طریقے سے معلوم ہے کہ وہ استاذ اپنے کلاس میں بیٹھ کر گٹکھا کھاتے تھے تو اس کا اثر یہ ہوا کہ اس استاذ کے پاس پڑھنے والے بہت سارے بچے گٹکھا کھانے کے عادی بنے۔

لہٰذا آپ کی زندگی تو بچوں کے لیے نمونہ ہے، آپ شریعت پر عمل کریں گے، اچھی بات بولیں گے، اچھے اخلاق سے رہیں گے تو ان شاء اللہ! یہ بچے بھی آپ کو دیکھ کر اچھی چیزیں سیکھیں گے۔

استاذ باجماعت نماز ادا کریں گے تو ان کو دیکھ کر بچوں میں بھی نماز کی پابندی آئے گی۔ استاذ شرعی ڈاڑھی اور شرعی لباس کی پابندی کریں گے تو بچوں میں بھی اس طرح کی پابندی ان شاء اللہ! آوے گی۔

بچوں کی حوصلہ افزائی کریں

کامیاب استاذ بننے کے لیے اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کریں، اگر آپ حوصلہ افزائی کریں گے تو بچے بہت جلدی آگے بڑھیں گے، مثال کے طور پر جو بچے پابندی سے آئیں، اس مہینے میں ایک بھی غیر حاضری نہیں کی تو آپ مدرسہ اور مسجد کے باہر بورڈ پر نام لکھو کہ: یہ بچہ اس مہینے میں پورے دن حاضر رہا، ایک دن بھی غیر حاضری نہیں کی۔ اسی طریقے سے یہ بچہ پابندی سے نماز میں آیا۔

اسی طریقے سے ٹافی دو، کچھ ہدیہ دو، تو اس سے بچوں کی حوصلہ افزائی بہت ہو گی اور بچے بہت محنت سے آگے بڑھیں گے۔

اچھے اچھے واقعات سنانا

دیکھو! بچوں کو شوق دلانے کے لیے نبیوں، نیک لوگوں اور اولیاء اللہ کے قصے سناؤ، اگر آپ ان کو اچھے اچھے پیارے پیارے قصے سنائیں گے تو اس کی وجہ سے ان کے اندر شوق پیدا ہو گا اور حوصلہ پیدا ہو گا اور یہ آگے بڑھیں گے۔

پڑھانا شروع کرنے سے پہلے

جب یہ آپ کے پاس پڑھنے آنا شروع کریں تو پہلے آپ ان کو علم کی فضیلت سناؤ، پیارے پیارے قصے سناؤ، مکتب میں آنے کی فضیلت سناؤ، ایسے واقعات سنیں گے تو ان کو آنے کا حوصلہ بڑھے گا اور ان کے اندر تعلیم کی رغبت پیدا ہوگی۔

بچوں کے ساتھ شفقت کریں

کامیاب استاذ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں، قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبی کیا بیان کی گئی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ. (اٰل عمران:۱۵۹)

ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ کی (بڑی) مہربانی کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم (دل) ہو اور اگر تم سخت مزاج، سخت دل والے (یعنی بداخلاق، بدکلام) ہوتے تو یہ لوگ تمھارے پاس سے (ہٹ کر) منتشر ہو جاتے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ نے مجھے معلم (اور استاذ) بنا کر بھیجا۔

اس کامل استاذ کی خوبی اللہ نے کیا بیان کی؟ شفقت، نرمی، پیار، محبت، زبان میں سختی نہیں، وہ استاذ کامیاب بنتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بہت اکڑ کے ساتھ آئے اور پوچھا کہ: اے محمد! میں تم کو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت شفقت اور محبت سے فرمایا کہ: جو پوچھنا ہے پوچھو۔
دیکھو! کتنی نرمی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ معاملہ فرمایا!!

لہذا آنے والے بچوں کے ساتھ شفقت اور محبت کا خوب برتاؤ کرو، محبت سے وہ مدرسہ میں جم جائیں گے اور اگر آپ نے ان کو پہلے دن سے لکڑی دکھائی تو مدرسہ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

کامیاب استاذ کے لیے دوسری چند ضروری باتیں

① بعض مرتبہ گھروں میں ماں باپ کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے، فیملی پروبلم ہوتے جس کی وجہ سے یہ بچے ٹینشن اور الجھن میں رہتے ہیں اور یہ چیز بھی بچوں کی زندگی پر بہت اثر کرتی ہے؛ لہذا آپ ان بچوں کے گھریلو حالات کے بارے میں بھی پوچھ تاچھ کیجیے اور اگر کوئی پریشانی ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کیجیے اور ان کی صحیح رہنمائی کیجیے۔

② استاذ کو چاہیے کہ بچوں کو پیارے پیارے ناموں اور القاب کے ساتھ پکاریں۔

③ بچوں کو روزانہ ترغیب دیں کہ وہ مدرسہ میں پڑھی ہوئی بات گھر جا کر والدین کو سنائیں، اس کی وجہ سے بچپن سے یہ بچہ دین پھیلانے والا، داعی اور مبلغ بنے گا اور گھر میں بڑوں تک دین کی بات پہنچے گی، پھر دوسرے دن بچوں سے پوچھیں کہ کس نے یہ باتیں گھر میں سنائیں؟ نہ سنائی ہوں تو ان کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں؛ بلکہ سمجھائیں کہ بیٹا! آج جا کر گھر میں سنا دینا۔

④ جسم اور تندرستی کی حفاظت کی باتیں بھی سکھائی جائیں، جو چیزیں تندرستی کے لیے نقصان کرنے والی ہیں جیسے گھٹکا، بیڑی، تمباکو، سگریٹ، باہر کی کھلی چیزوں سے بچوں کو سمجھا کر روکا جائے۔

⑤ بچوں کو گندگی سے بچنا سکھا جائے، پاکی وصفائی ان کو سکھائی جائے، جائز و ناجائز کھیلوں کی پہچان کرائی جائے اور ناجائز کھیلوں سے بچوں کو بچایا جائے اور جس کھیل سے بچوں کی صحت اور تندرستی اچھی ہوتی ہو وہ بچوں کو بتلائیں اور ان کو ورزش کرنا بھی سکھائیں، آج کے حالات میں یہ بھی بہت ضروری ہے۔

⑥ جو بچہ روتا ہوا آتا ہو اس کو سمجھا کر بٹھائیں، مارنا یہ رونے کا علاج نہیں ہے، استاذ بچوں کو ایسا ماحول دیں کہ بچے خوشی خوشی مدرسہ آئیں۔

⑦ مدرسے کے وقت میں بچوں کی ضرورت کا لحاظ کریں، مثلاً پیشاب کا تقاضا ہوا تو اس کو چھٹی دے دیں؛ ورنہ بچہ جھوٹ بولے گا اور غلط عادت بنے گی اور بہت سی مرتبہ مدرسہ کی چٹائی وغیرہ کو بھی بگاڑ ڈالے گا۔

⑧ استاذ ہمیشہ یہ فکر میں رہیں کہ میرے پاس آنے والے بچے میں کیا کمی ہے اور اس کمی کی تلافی کی کوشش کریں، کمزور بچوں پر زیادہ دھیان دیں اور آہستہ آہستہ ان کی اس کمزوری کو دور کرنے کی تدبیریں کرتے رہیں۔

⑨ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے خاص دعاؤں کا اہتمام کریں، استاذ کی دعا یہ بہت طاقت والی چیز ہے، اللہ سے یہ دعا کریں کہ:

اے اللہ! میں تو یہاں بیٹھ کر بچوں کو پڑھا رہا ہوں؛ لیکن ان بچوں کو نفع والا علم آپ عطا فرمایئے۔

اس لیے کہ اصل علم تو اللہ کے یہاں سے ملے گا، استاذ تو ایک ذریعہ ہے۔

ایک استاذ کی عجیب منّت

گذشتہ سال نورانی مکاتب کے ایک استاذ نے منت مانی تھی کہ میرے پاس پڑھنے والے بچوں میں سے جتنے بچے بھی مثالی میں آئیں گے میں ہر ایک بچے کی طرف سے دو دو رکعات شکرانے کی نماز پڑھوں گا۔

آج ایک باپ اور ماں ایسی منت نہیں مانتے، اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے ایک استاذ نے منت مانی اور باقاعدہ صلاۃ الحاجت پڑھ کر دعائیں کر رہے ہیں۔

نوٹ: ہمارے نورانی مکاتب میں آگے نمبر لانے والوں کو ''مثالی طلبہ'' کہا جاتا ہے۔

بہت سے اساتذہ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ آج بچوں کا امتحان ہے، دعا کر دینا کہ میرے پاس پڑھنے والے تمام بچے پہلے نمبر سے پاس ہو جائے، مثالی بن جائے تو یہ استاذ کی دعائیں بھی بچوں کی زندگی کو بنا دیتی ہے؛ اسی لیے میں آپ سب کو کہتا ہوں کہ: بچوں کے لیے خوب دعاؤں کا اہتمام کریں، جیسے ہم سگی اولاد کے لیے دعا کرتے ہیں ایسے اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں۔

⑩ آج دنیا میں تعلیم اور پڑھنے پڑھانے کے نئے نئے طریقے سامنے آ رہے ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسکول اور کالج میں ٹریننگ کیمپ ہوتے ہیں، بڑے ٹیچرز اور پروفیسر کو بھی کچھ کچھ وقت کے بعد سیمیناروں میں ٹریننگ کیمپ میں جانا ہوتا ہے؛ بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹر لوگ باقاعدہ اعلان لگاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب پندرہ

دن ابھی نہیں ملیں گے۔ کیوں؟ نئی ٹریننگ لینے کے لیے امریکہ جا رہے ہیں، جاپان جا رہے ہیں، انگلینڈ جا رہے ہیں۔

یہ دنیا والوں کا حال ہے اور ہمارے استاذوں کو کہا جائے کہ: بھائی! آپ کو پڑھانے کا طریقہ سیکھنے کے لیے جانا ہے تو ان کو شرم آتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: پچیس تیس سال سے ہم پڑھا رہے ہیں پھر بھی ہم کو سیکھنے جانا ہے؟

یہ تکبر نہیں ہونا چاہیے، جہاں کہیں بھی ہم کو بچوں کو پڑھانے کا کوئی نیا طریقہ ملے، کوئی اچھا طریقہ ملے اس کو سیکھنا چاہیے، سیکھنے کے لیے جانے کو اپنے لیے عیب نہیں سمجھنا چاہیے، ان شاء اللہ! اس سے آپ کی ترقی ہوگی۔

جب دنیا والے ترقی کے لیے بار بار ٹریننگ میں جاتے ہیں، سیمینار میں جاتے ہیں تو ہمیں بھی خوشی خوشی جانا چاہیے؛ بلکہ ہمیں خود ماہرین سے پوچھنا چاہیے کہ کمزور بچوں کو میں کیسے پڑھاؤں؟ یہ سبق کیسے سکھاؤں؟ یہ بہت ضروری اور اہم ترین چیزیں ہیں۔

⑪ کامیاب استاذ بننے کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ استاذ کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے بیعت ہو جاوے اور ان کی خدمت میں رہ کر اپنی اصلاح کراوے تو ان شاء اللہ! یہ تمام کے تمام کام کرنے آپ کے لیے آسان ہو جائیں گے۔

یاد رکھو! ایک استاذ بہت قیمتی ہوتا ہے، بچے کی زندگی بننے اور بگڑنے کی بنیاد استاذ پر ہوا کرتی ہے؛ اس لیے اللہ کے واسطے آپ لوگ ایک اچھے استاذ بن جاؤ۔

⑫ کامیاب مدرس کے لیے بورڈ کا استعمال کرنا بھی بہت ضروری اور اہم ہے، بورڈ کا استعمال آپ ضرور کیجیے اور اور اپنے بچوں کے ہاتھ میں بھی چاک دیجیے اور

ان کے پاس بھی بورڈ پر لکھوایئے ،اس کی برکت سے بچے آسانی کے ساتھ بہت جلدی سیکھ لیں گے اور قلم پکڑنا ،لکھنا وغیرہ بھی آسان ہوگا۔

⑬ کامیاب استاذ بننے کے لیے مطالعہ بھی ضروری ہے، ہمارے اساتذہ نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ عربی کتاب پڑھانے والے مطالعہ کریں، یہ بات غلط ہے، صبح جو سبق بچوں کو پڑھانا ہے اس کے لیے آپ رات کو مطالعہ کیجیے۔

مطالعہ کا مطلب ہے کہ یہ سبق میں کیسے آسانی سے پڑھالوں؟ اس کے لیے کون کونسی مثالیں ہوسکتی ہیں؟ اس کی آپ رات سے ہی تیاری کیجیے۔

اس کے لیے برادرِ مکرم حضرت مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی جن کو میں اس دور میں مکاتب کی تعلیم کا ''مجدد'' کہا کرتا ہوں ،انھوں نے یہ کتاب ''بچوں کو پڑھانے کا طریقہ'' تیار کی ہے ،آپ اس کتاب کا مطالعہ کیجیے،ان شاء اللہ! آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔

مکتب کا مدرس قطبِ زمانہ

ہمارے سلسلے کے بہت بڑے بزرگ ،قطبِ عالم حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ ایک اچھے، کامل اور کامیاب استاذ تھے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ ،اور حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر حضرت میاں جی نور محمدؒ۔

یوپی میں ''میاں جی'' کس کو کہتے ہیں؟ ایسے چھوٹے چھوٹے مدرسہ اور مکتب

میں بچوں کو ناظرہ پڑھانے والے کو"میاں جی کہتے ہیں، حضرت میاں جی نور محمدؒ بچوں کو ناظرہ پڑھاتے تھے؛ لیکن کتنے بڑے ولی اور کتنے بڑے قطب ابدال تھے، اوہو!! اپنے زمانے کے امام الاولیاء تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ: اگر بھارت کی سیاسی راجدھانی دہلی ہے تو روحانی راجدھانی "جھنجھانا" میں حضرت میاں جی نور محمدؒ کی قبر مبارک ہے، اتنے بڑے روحانی امام تھے اور حضرت اپنے پاس پڑھنے والے مکتب کے بچوں کو مکتب ہی میں صاحبِ نسبت بنادیتے تھے، اللہ اکبر!!

لہذا آپ کا کام کوئی معمولی نہیں ہے، اللہ والا بننے کا بہترین طریقہ قرآن سیکھنا اور سکھانا ہے۔

⑭ استاذ کو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے واسطے پڑھاوے، بچوں کے ماں باپ سے کوئی دنیوی غرض نہ رکھیں:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ⑨

ترجمہ: (اور وہ کھانا کھلانے والے ان سے کہتے ہیں کہ:) ہم تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے کھانا کھلا رہے ہیں، ہم تم سے کسی طرح کا نہ تو بدلہ اور نہ شکریہ چاہتے ہیں۔ (الدھر)

اللہ جل جلالہ قرآن کے خادموں کو کبھی بھوکا پیاسا نہیں رکھتے ہیں؛ بلکہ عزت کے ساتھ رکھتے ہیں، قرآن کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے آپ کی ضروریات ان شاء اللہ! پوری کریں گے، بچوں کے والیوں سے قرض کا لین دین، دنیوی مالی سوالات بھی بالکل نہ رکھیں۔

آپ اخلاص سے پڑھائیے، اللہ کے واسطے پڑھائیے اور دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ پڑھائیے، ان شاء اللہ! نسلیں آپ کو یاد کریں گی۔

میرے والدِ مرحوم اور مکتب

میرے والدِ مرحوم حضرت مولانا سلیمان صاحبؒ نے تقریباً پچاس سال تک مکتب پڑھایا، ایک مرتبہ انگلینڈ چندہ کے لیے گئے اور حج کے لیے حرمین گئے، اس کے علاوہ انھوں نے بیرونی ملک کا کوئی سفر نہیں کیا، ان کی تعلیم و تربیت کے انوکھے انداز کے کچھ واقعات ان کی سوانح ''فیضِ سلیمانی'' سے یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

والد صاحب مرحوم کے پڑھانے کا عجیب انداز

والد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے پڑھانے کا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا، بچوں کو بہت محبت اور پیار سے اپنے پاس بٹھاتے تھے، مشہور تھا کہ شہر کے تمام مکاتب میں جو بچہ کسی کے پاس چل نہیں پاتا تھا وہ بچہ حضرت والد صاحب کے پاس الحمدللہ! چل جاتا تھا؛ کیوں کہ بہت محبت سے پڑھاتے تھے؛ اگر چہ سختی بھی بہت تھی؛ لیکن اس سے کہیں زیادہ شفقت تھی۔

شفقت کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی بچہ غیر حاضر ہوتا تو خود اس بچے کے گھر تشریف لے جاتے یا ٹیلیفون کے ذریعہ نہ آنے کی وجہ دریافت کرتے، بیمار ہو تو پوچھتے: کیا بیماری ہے؟ وغیرہ۔ پھر اس بیماری کا کوئی مناسب علاقائی (دیسی) علاج بتاتے اور پانی، مرچ وغیرہ دم کر کے دیتے اور بہت سی مرتبہ بلا وجہ غیر حاضری پر بچوں کے والدین کو ڈانٹتے بھی اور سمجھاتے بھی تھے، اس طرح کی تنبیہ کا نتیجہ یہ تھا کہ بچہ غیر حاضر رہنے کی

ہمت نہیں کرتا تھا؛ الّا یہ کہ کوئی معقول عذر سامنے آجائے۔

قرآنِ مجید اور تعلیم الاسلام پڑھانے کا انداز

زندگی بھر کلامِ پاک بہت ہی اچھے انداز میں حروف کے مخارج کی رعایت کے ساتھ، اسی طرح صفات، غنہ، اخفا، مد، ادغام، اظہار وغیرہ کی پوری رعایت کے ساتھ پڑھانے کا معمول رہا؛ یعنی تجوید کے قواعد کی پوری رعایت کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھاتے، سورۂ یوسف میں ''لاتامنّا'' میں ''اشمام'' ناظرہ کے وقت ہی سے سکھاتے۔

الحمد للہ! والد صاحب کے پاس قرآن پڑھنے والے پورے عالم میں مختلف جگہوں میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دین کی نسبت سے کئی ممالک پہنچایا اور ماشاءاللہ! چلا رہے ہیں، جہاں بھی میں جاتا ہوں تو ان کے پاس پڑھے ہوئے شاگرد بڑی بڑی عمر کے مجھے ملتے ہیں اور والد صاحب کی زندگی میں بہت محبت سے والد صاحب کی خیر خیریت پوچھا کرتے تھے، نیز والد صاحب کے لیے تحفے تحائف بھی بھیجا کرتے تھے، والد صاحب کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد انگلینڈ، افریقہ، کنیڈا، امریکہ، برطانیہ، پناما، نیوزی لینڈ میں آج بھی الحمد للہ! موجود ہیں، ان میں سے بہت سارے عالمِ دین اور حافظِ قرآن بھی ہو چکے ہیں۔

تعلیم الاسلام باقاعدہ سبق کے انداز میں پڑھاتے تھے، پہلے بچے سے عبارت پڑھواتے تھے، پھر اس عبارت کو خوب اچھی طرح اور بہت آسان الفاظ میں اور مناسب مثالوں سے سمجھاتے تھے۔

مثلاً تعلیم الاسلام میں ''منی'' کے متعلق مسائل آتے اور طالب علم نابالغ ہوتو

اس کو سمجھانے کے لیے بہت عمدہ مثال دیتے تھے کہ ناک سے جس طرح رینٹ نکلتی ہے اس طرح کا چکنا مادہ پیشاب کی جگہ سے نکلتا ہے اس کو ''منی'' کہتے ہیں۔

بڑی عمر کے لوگوں کے لیے تعلیم کا سلسلہ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ایک موقع پر بڑی عمر کے مسلمانوں کے لیے تعلیم کے سلسلے کی طرف توجہ دلائی کہ بچپن میں مکتب میں لوگوں کا پڑھا ہوا قرآن کمزور ہو جاتا ہے، استاذ سے ربط نہ ہونے کی وجہ سے، بعض مرتبہ تو لوگ ناظرہ تک بھول جاتے ہیں، نماز میں بڑی غلطیاں ہونے لگتی ہیں؛ اس لیے بڑی عمر کے لوگوں میں تعلیمی سلسلہ نہایت ضروری ہے؛ تاکہ قرآن صحیح یاد رہے اور ضروری مسائل میں پختگی ہو، بنیادی دینی تعلیم سے واقفیت رہے۔

ایک جگہ بڑی عمر کے لوگوں میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا؛ حالاں کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے لوگ تھے؛ لیکن جب ان کی نماز سنی گئی تو پتہ چلا کہ اکثر حضرات نماز کی ابتدا میں بڑی غلطی کرتے ہیں، تکبیرِ تحریمہ کے بعد ''لفظ ثنا'' بولتے ہیں، اس کے بعد ثنا کے کلمات کہتے ہیں۔

نوٹ: فقہا نے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ نماز میں دو سے زائد غیر ضروری الفاظ یا حرف زبان سے نکل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے (کمافي کتب الفقه والفتاوی)

اس لیے بہت ضروری ہے کہ بڑی عمر کے لوگوں میں روزانہ یا ہفتے میں ایک دو روز تعلیمی سلسلہ جاری ہو۔

بارڈولی میں جب مسجدِ اقصیٰ کا تعمیری سلسلہ جاری ہوا، اسی وقت سے حضرت

والد صاحبؒ نے ایک طویل عرصے تک تعلیم الاسلام کو سامنے رکھ کر نماز اور عقائد اور دینی ضروری مسائل کے بیان کا سلسلہ جاری فرمایا، یہ مجلس عشا کے بعد بیس یا پچیس منٹ تک ہوتی تھی، بڑے ذوق وشوق سے لوگ اس میں شرکت کرتے تھے، جس کی ترتیب یہ تھی کہ عشا کے بعد مسجد میں تعلیم کا حلقہ ہوتا تھا، ایک روز فضائلِ اعمال کی تعلیم اور ایک روز تعلیم الاسلام، مرحوم محمد بھائی قریشی روزانہ عشا کی فرض کے بعد اعلان کرتے تھے: آج مسائل کی تعلیم ہے یا فضائل کی تعلیم ہے۔

اس کا بڑا فائدہ بھی ہوا، الحمد للہ!

مکتب میں پڑھنے والے بچوں کی بہترین تربیت

مکتب کے آپ بڑے ماہر مدرس تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ! مرحوم کے پاس ہر قسم کا طالب علم۔ چاہے کتنا ہی کمزور ہو۔ چل جاتا تھا۔

بارڈولی کے غلام بھائی لونت کا بیان ہے کہ: ہم جس وقت پڑھتے تھے اس وقت والد صاحب مرحوم بارڈولی کی جمعہ مسجد میں امامت کرتے تھے اور والد صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھا کر سیدھے مینارہ مسجد آتے اور آ کر اپنے شاگردوں کی نماز کی حالت دیکھتے تھے کہ یہ لوگ رکوع، سجدہ، قیام وغیرہ دیگر ارکان صحیح صحیح ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ جس شاگرد کی جو غلطی نظر آتی تھی اس کو ذہن میں رکھتے تھے، جب ہم ان کے پاس مدرسے میں جاتے اس وقت ان غلطیوں کی اصلاح فرماتے تھے۔

اپنے شاگردوں کی تربیت کا یہ ایک بہترین نظام تھا اور غلام بھائی لونت نے یہ بھی فرمایا: اِس وقت ہماری نمازیں جو صحیح ہیں یہ والد صاحب کی تربیت کی وجہ سے ہے۔

مکتب کے بچوں کو سلام ومصافحہ کا ترغیبی حکم

محلے سے جو بچے حضرت والد صاحبؒ کے پاس پڑھنے کے لیے آتے تھے، ان کو حکم تھا کہ والد صاحب جب مسجد سے نکلے تو آ کر ان سے مصافحہ کریں، چنانچہ عصر، مغرب اور عشا کی نمازوں کے اوقات پر مرحوم والد صاحب سنت وغیرہ سے فارغ ہو کر جب مسجد سے واپس لوٹ کر آتے تو تمام بچے اور بچیاں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر سلام اور مصافحہ کرتے تھے۔

اگر کوئی بچہ یا بچی نظر نہ آتی تو آواز دے کر بلاتے اور پوچھتے کہ کیا وہ بیمار ہے؟ کہاں ہے؟ وہ کیوں ملاقات کے لیے موجود نہیں؟ اس طرح آپؒ متوجہ فرماتے تھے اور اس سے بچوں میں سلام، مصافحہ کی سنت زندہ ہو جاتی۔

محلے کے بچوں میں سلام کا بہترین ماحول

اس کی برکت سے بچوں میں سلام کا ایک عام ماحول بنا، مرحوم کے اس عمل کی برکتیں آج تک دیکھنے کو ملتی ہیں کہ جب کبھی بندہ عصر، مغرب یا عشا کی نماز میں بارڈولی موجود ہوتا ہے اور نماز سے فارغ ہو کر مکان آتا ہے تو بچے اسی طرح سلام اور مصافحہ کرتے ہیں، جس طرح مرحوم والد صاحب کے زمانے میں کرتے تھے۔ (از: فیضِ سلیمانی، سوانح والدِ مرحومؒ)

لہٰذا آپ مکتب میں ان بچوں کی فکر کریں گے تو پوری زندگی وہ آپ کا احسان یاد رکھیں گے اور آپ کے لیے صدقۂ جاریہ بنیں گے۔

اهل القرآن هم اهل اللہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامیاب مدرس بنادے اور آخرت میں قرآن کے خادموں میں ہم سب کا شمار فرمائے، حدیث میں ہے:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ إن لله أهلين من الناس، فقيل: من اهل الله منهم؟ قال: اهل القرآن هم اهل الله و خاصته.

(اخرجه النسائي في السنن الكبرى، ابن ماجه و احمد)

قرآن کے خادم وہ اللہ کے گھر والے ہیں۔

ہم سب قرآن کے خادم ہیں، ہم سب اللہ کے گھر کے لوگ ہیں، بس! اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھو۔

ایک کامیاب استاذ کے لیے یہ کچھ اہم اور ضروری باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔

متولی

مکتب کے چار ستونوں میں سے دوسرے نمبر پر ''متولی'' ہے۔

② متولی۔ٹرسٹی حضرات: ہر مکتب کے ذمہ دار کی کوشش اور فکر یہ ہو کہ اچھی تعلیم ہو اور اچھی تعلیم اور تربیت کے لیے پورے پوری مدد کرے؛ اس لیے خود متولی حضرات دین دار اور دینی تعلیم سے دل چسپی رکھنے والے ہوں، جو عہدہ ملا ہے اس کو حکومت چلانے کا یا دکھلانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔

نصاب

③ نصاب: ضروری ہدایات میں لکھی ہوئی چھ باتیں مسلمان بچہ اچھی طرح بالکل آسانی سے سیکھ لے ایسا جامع اور آسان نصاب ہونا ضروری ہے۔

اس میں یہ بھی رعایت کی جائے کہ اپنے علاقے میں جو غلط رسم ورواج اور برائیاں عام ہوں ان سے بھی بچوں کو روکنے کی ہدایت ہونی چاہیے۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت کے ساتھ ان کی سوچ صحیح ہو جائے اس کی بھی کوشش کرنی ہے۔

والی

④ والی: بچے استاذ کے پاس کم رہتے ہیں، ماں-باپ کے پاس زیادہ رہتے ہیں؛ اس لیے والی گھر پر سبق یاد کرانے کی فکر کریں، اس کی برکت سے خود والیوں کو قرآن پڑھنے کا اور سننے وسیکھنے کا موقع ملے گا۔

بچوں کو پوری پابندی سے وقت سے پہلے مدرسہ پہنچائیں اور وقت پورا ہونے کے بعد گھر لائیں۔ گھر والے دینی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیں۔ دنیوی تعلیم اور شادی، منگنی، گھومنے-پھرنے کی خاطر بچوں کی دینی تعلیم کا نقصان نہ کریں۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت میں استاذ کی مدد کریں۔ مدرسہ کے قانون کی پابندی کریں اور ہر ہفتہ یا پندرہ دن یا ایک مہینے میں استاذ کی ملاقات کر کے بچے کی رپورٹ لیں۔

صبح اٹھانے سے لے کر رات سونے تک کھانا-پینا، سونا، کپڑے پہننا، استنجا وغیرہ کے موقع پر بچوں سے مسنون دعائیں پڑھانے کی پابندی کرائیں۔ بچوں کو غلط دوستوں سے بچائیں۔ ٹی وی، فلمی گانوں سے بچائیں۔ موبائل، انٹرنیٹ کے غلط

استعمال سے بچائیں۔ بچہ دین دار ہوگا تو والدین کا فرماں بردار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کی آخری گھڑی تک قرآنِ مجید کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرمالے، اٰمین ثم اٰمین یا رب العالمین!

(خادم المکاتب حضرت مفتی)
محمود حاجی فقطی باڑدولی
(صاحب دامت برکاتہم)
(استاذِ تفسیر والحدیث؛ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔سملک گجرات)